قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

بدھ 07 اپریل 2021ء | 24 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:83

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ

(حٰم سجدہ: 31)

ترجمہ:۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عیسیٰؑ پر وحی کا نزول

إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى عِيسَى إِنِّيْ قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ إِلَى الطُّوْرِ۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائے گا کہ یقیناً میں نے اپنے بعض ایسے بندے پیدا کئے ہیں کہ کسی کے پاس وہ طاقت نہیں جو ان سے جنگ کرسکیں۔ پس تو میرے بندوں کو طور پہاڑ کی طرف موڑ کر لے جا (یعنی دعاؤں کی تحریک کر)۔ (صحیح مسلم۔کتاب الفتن وأشراط الساعۃ۔باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

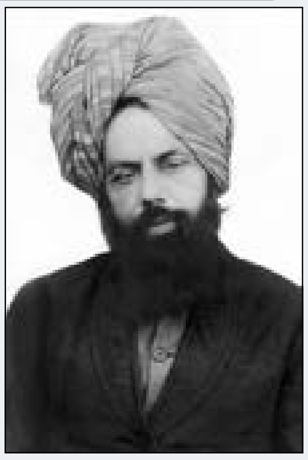

الہام سے کیا مراد ہے؟

یاد رہے کہ الہام کے لفظ سے اس جگہ یہ مراد نہیں ہے کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے۔ جیسا کہ جب شاعر شعر کے بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرع بنا کر دوسرا سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرع دل میں پڑتا ہے سو یہ دل میں پڑ جانا الہام نہیں ہے۔ بلکہ یہ خدا کے قانون قدرت کے موافق اپنے فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے۔ جو شخص اچھی باتیں سوچتا ہے یا بُری باتوں کے لئے فکر کرتا ہے اُس کی تلاش کے موافق کوئی بات ضرور اس کے دل میں پڑ جاتی ہے۔۔۔ اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑ جانے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے کیونکہ وہ بسا اوقات فکر کر کے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے۔ اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خون ناحق کرنے کی اس کے دل میں گذر جاتی ہیں تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ لوگوں کا خیال ہے جن کو اب تک اس سچے خدا کی خبر نہیں جو آپ خاص مکالمہ سے دلوں کو تسلّی دیتا اور ناواقفوں کو روحانی علوم سے معرفت بخشتا ہے۔

الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ جس کو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے اور زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ سو جب یہ مکالمہ اور مخاطبہ کافی اور تسلّی بخش سِلسلہ کے ساتھ شروع ہو جائے اور اس میں خیالات فاسدہ کی تاریکی نہ ہو اور نہ غیر مکتفی اور چند بے سروپا لفظ ہوں۔ اور کلام لذیذ اور پر حکمت اور پُرشوکت ہو تو وہ خدا کا کلام ہے جس سے وہ اپنے بندے کو تسلّی دینا چاہتا ہے۔ اور اپنے تئیں اُس پر ظاہر کرتا ہے۔۔۔

خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہم کلام ہوتا ہے اسی طرح رب اور اس کے بندہ میں ہم کلامی واقع ہو۔ اور جب یہ کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدا تعالیٰ کی طرف سے سُنے جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے۔ اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے۔ مگر یہ درجہ کہ الہام بطور موہبت ہو اور زندہ اور پاک الہام کا سِلسلہ اپنے بندہ سے خدا کو حاصل ہو اور صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ہو یہ کسی کو نہیں ملتا بجز ان لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمال صالحہ میں ترقی کریں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 437 تا 440)

فرمان خلیفہ وقت

آج بھی مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف خوابیں، رؤیا پیش کروں گا۔ خدا تعالیٰ کا ان کے ساتھ تعلق اور ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور خدا تعالیٰ کا ان کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ بلکہ بعض تو ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کو بتایا ان کے بیچ میں آج بھی ہمارے لئے بعض نصائح ہیں، سبق ہیں۔ حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحبؓ جن کی 1905ء کی بیعت تھی، فرماتے ہیں کہ ایک دن مَیں فاقہ کی حالت میں دن کے بارہ بجے لیٹا ہوا تھا کہ میری بیوی مجھے دبانے لگ گئی۔ اس حالت میں مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نیلے کپڑوں والی میرے گھر پر آئی ہے۔ ایک ہاتھ پر دودھ کا کٹورا بھرا ہوا رکھے ہوئے آئی ہے اور آ کر اُس نے مجھے دیا اور کہا کہ میاں جی! مَیں یہ دودھ آپ کے واسطے لائی ہوں، آپ اس کو پی لیں۔ جب اس کو پینے لگا تو عورت نے کہا کہ اس میں شکر ڈالی ہوئی ہے، آپ اس کو ملا لیں۔ جب مَیں دودھ میں شکر ملانے لگا (خواب میں) تو کہتے ہیں میری آنکھ کھل گئی۔ (جاگ آ گئی)۔ میری بیوی جو میرے جسم کو دبا رہی تھی، کہنے لگی، کیا آپ ڈر گئے ہیں؟ مَیں نے کہا۔ ڈرا نہیں، ایک خواب دیکھا ہے اور وہ خواب مَیں نے اپنی بیوی کو سنا دیا۔ اور مَیں پھر بھول گیا۔ (ابھی تھوڑی دیر گزری تھی) پانچ منٹ گزرے تھے کہ اسی طرح نیلے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھ پر دودھ کا کٹورا رکھے ہوئے ایک عورت میرے گھر پر آئی۔ وہ عورت میرے ایک شاگرد کی ماں تھی۔ آ کر اُس نے مجھے دودھ کا کٹورا دیا اور کہا کہ آپ اس کو پی لیں۔ جب مَیں پینے لگا تو اُس نے کہا کہ اس میں شکر ڈالی ہوئی ہے، آپ اس کو ملا لیں۔ میری بیوی اس واقعہ کو بغور دیکھ رہی تھی۔ مسکرا کر کہنے لگی، یہ تو آپ کا خواب ہے جو مجھے آپ پہلے سنا چکے ہیں، لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 362-363 روایات حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

تو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی خوابوں کی اصل حالت میں تعبیر فرما دیتا ہے۔ ایک نیک شخص کے فاقہ کی حالت کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فوری انتظام فرمایا۔ خدا کو نہ ماننے والے بیشک یہ کہتے رہیں کہ اُس کو قدرتی خیال آ گیا اور وہ دودھ لے کے آ گئی، یہ اتفاقی حادثہ تھا۔ دونوں طرف جو اطلاع اللہ تعالیٰ پہلے خواب میں دے رہا ہے، یہ اتفاقی حادثہ نہیں ہوسکتا۔ یہی جو قدرت ہے، یہی تو خدا تعالیٰ ہے جس نے ایک عورت کے دل میں ایک نیک آدمی کی بھوک مٹانے کا خیال ڈالا اور فوری طور پر پھر اُس نے اُس کو پورا بھی کر دیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 فروری 2013ء۔ بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- عشاق کو گستاخ کہو بات ہے کوئی (منظوم)
- قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے
- بنیادی مسائل کے جوابات (قسط نمبر 10)
- حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کی اصلاح کے حوالہ سے ایمان افروز روایات

دربارِ خلافت

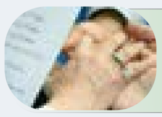

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر تھی کہ مومنین کی توبہ حقیقی توبہ ہو۔ آندھی، بادل وغیرہ کو دیکھ کر آپ کا پریشان ہونا اس وجہ سے بھی تھا کہ کہیں مومنوں کی بدعملیاں کسی آفت کو بلانے والی نہ بن جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

جب بھی دنیا میں زمینی یا آسمانی آفات آتی ہیں تو خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہر شخص اس خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ آج جو آفت ایک علاقہ میں آئی ہے کل ہمیں بھی کسی مشکل میں مبتلا نہ کر دے۔ ہمارا کوئی عمل خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والا نہ بن جائے۔ اور یہ حالت ایک حقیقی مومن کی ہی ہوسکتی ہے۔ اُس کی ہوسکتی ہے جس کو یہ فہم اور ادراک حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اور جب یہ سوچ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اُس کی رضا کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایسے ہی مومنوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ ھُمۡ مِّنۡ خَشۡیَۃِ رَبِّھِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ (المومنون: 58) کہ یقیناوہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے خوف سے کانپتے ہیں۔ اور اس خوف کی وجہ سے بِاٰیٰتِ رَبِّھِمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ (المومنون: 59)۔ اپنے ربّ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ آگے پھر بیان ہوتا ہے کہ اُس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہر حالت میں اُن کا رُخ خدا تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آفات میں گھِر گئے تو خدا تعالیٰ یاد آ گیا۔ جب آفات سے باہر آئے تو خدا تعالیٰ کو بھول گئے۔نہیں، بلکہ ہر حالت میں، چاہے تنگی ہو یا آسائش ہو، مشکل میں ہوں یا سکون میں ہوں، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا اُس وقت بھی ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ نے انہیں ہر قسم کی بلاؤں اور مشکلات سے محفوظ رکھا ہوتا ہے اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی اور جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں یا کسی بھی قسم کے موسمی تغیّر یا آفت کو دیکھتے ہیں تو اُس وقت وہ مزید اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور تا قیامت ہر آنے والے مومن کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے حالات میں کیا عمل ہوتا تھا اور کیا حالت ہوتی تھی۔ اس بارہ میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ:

’’جب تیز آندھی آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے اس آندھی میں مضمر ہر ظاہری اور باطنی خیر کا طالب ہوں اور اس کے ہر ظاہری و باطنی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا ھاجت الریح حدیث 3449)

نیز آپ یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گھر آتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور آپ کبھی گھر میں داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے۔ کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے اور جب بادل برس جاتا تو آپ کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی۔ کہتی ہیں کہ یہ بات مَیں آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتی تھی۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گھبراہٹ کا سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ اس لئے ہے کہ کہیں یہ بادل قومِ عاد پر عذاب لانے والے بادل جیسا نہ ہو۔

قومِ عاد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے جب بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ تو ہم پر مینہ برسانے والا ہے لیکن وہ عذاب لانے والا بن گیا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی قولہ: وھو الذی یرسل الریاح بشرا ...... حدیث 3206)

تو یہ ہے کامل بندگی اور خشیت کا اظہار، اُس خوف کا اظہار کہ وہ عظیم انسان جس سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار وعدے ہیں۔ ہر قسم کے نقصان سے بچانے کے بھی وعدے ہیں، ترقی اور غلبے کے بھی وعدے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی پتہ ہے کہ آپؐ کی زندگی میں کوئی آفت اور مصیبت مسلمانوں پر نہیں آ سکتی، بلکہ دوسرے بھی آپ کی برکتوں سے بچے ہوئے تھے۔ کسی دجّال کا دجل کامیاب نہیں ہوسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ جب آندھی اور طوفان آئے تو آپ کے حق میں آتے ہیں۔ بدر کی جنگ ہو یا جنگِ خندق۔ آندھیاں اور طوفان دشمن کی بربادی اور ہزیمت کا باعث بنی تھیں لیکن پھر بھی آپؐ کو فکر ہے۔ اصل میں تو یہ خیال ہو گا کہ آسمانی آفت سے یہ لوگ صفحہ ہستی سے نہ مٹا دیئے جائیں۔ پس آپ کی بے چینی اُس رحم کے جذبہ کے تحت تھی جو اس رحمۃ للعالمین کے دل میں مخلوق کے لئے موجزن تھا اور آپؐ اس قدر بے چینی میں مبتلا ہو جاتے کہ جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا، بدل جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے بے نیاز ہونے کی وجہ سے آپ کو فکر ہوتی تھی کہ کہیں کچھ لوگوں کا تکبر اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی صحیح پہچان نہ

بقیہ صفحہ 5 پر

عشاق کو گستاخ کہو بات ہے کوئی

عشاق کو گستاخ کہو بات ہے کوئی
تم دن کو کہو رات تو وہ رات ہے کوئی

اُس حسن کی معراج پہ جاں اپنی فدا ہے
اس جاں سے بڑی دنیا میں سوغات ہے کوئی

وہ حسنِ دو عالم ہے مری جانِ تمنا
کونین میں اس ذات سے کب ذات ہے کوئی

ہو جاؤں مَیں اس یار کی بس خاکِ کفِ پا
بڑھ کر بھلا اس سے بھی مناجات ہے کوئی

ناصح نے کہا جب تو اسے چھوڑ دے حافظؔ
لگتا تھا میرے دل پہ پڑا ہات ہے کوئی

(ابنِ کریم)

18 اگست 2020ء الفضل انٹرنیشنل

آج کی دعا

ان کو ہلاک مت کر کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں۔ بلکہ ان پر رحم کر اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ کنجی ہے جبکہ تو نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے مجھے تو نے وعدے دئے ہیں ان وعدوں کو تو پورا کرے گا ضرور کریگا کیونکہ تو ہمارا صادق خدا ہے۔ اے میرے رحیم خدا! اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے۔بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں۔سو میرا بہشت مجھے عطا کر اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بے خبر ہیں۔ اے قادر کریم! میری سن کہ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ آمین ثم آمین

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 270۔ ایڈیشن دوم)

یہ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی لوگوں کی اصلاح کے لئے دعا ہے۔

ان دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا
تو تو رب العالمین ہے اور سب کا شہریار
لشکرِ شیطان کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہوگئی قدرت دکھا اے میرے یار
نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بےکار ہے
اب ہماری ہے تری درگاہ میں یاربّ پکار

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے

(قسط اوّل)

آج کا میرا یہ آرٹیکل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے بھی محسوس ہوئی کہ کچھ دیر میں رمضان کی آمد ہے اور قرآن کریم کا رمضان سے بہت گہرا تعلق ہے۔قرآن رمضان میں نازل ہونا شروع ہوا۔ رمضان کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ ہر سال حضرت جبرائیل علیہ السلام دنیا کی سب سے پیاری ہستی سیدنا وامامنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس حاضر ہوکر نازل شدہ قرآن کی تلاوت فرماتے اور فرمایا کہ رمضان میں پڑھا ہوا قرآن کریم ایک مومن کی آخری روز شفاعت کریگا۔

لہٰذا رمضان اور قرآن کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ آج میں ایک اور نہج سے ان دونوں کا تعلق ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات مسلّم ہے کہ رمضان المبارک روحانی اور بعض جسمانی بیماریوں کا علاج ہے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ (یونس:58) کہ تمام قلبی، جسمانی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں کے لئے شفاء یعنی علاج قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دو مزید مقامات یعنی شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (بنی اسرائیل:83) اور ھُدًی وَّشِفَآء (حٰمٓ السّجدہ:45) پر بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے قرآن کریم کو شفاء قرار دیا ہے۔یعنی شرک، کفر، نفاق، حسد، کینہ،بغض، ریاء، عداوت، سحر، جادو اور دیگر اعمال سیئہ سے نجات قرآن کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ نے قرآن کے شفاء ہونے سے کفر کی بیماری کا دُور ہونا نیز جسمانی بیماریوں سے شفاء بھی مراد لی ہے۔

(تفسیر کبیر الرازی جلد اول صفحہ 281)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ (یونس:58) کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ

’’یہ کتاب شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ ہے جو بیماریاں سینہ و دل سے تعلق رکھتی ہیں اس کتاب میں ان تمام بیماریوں کا علاج پایا جاتا ہے اور جو نسخے یہ کتاب تجویز کرتی ہے ان کے استعمال سے دل اور سینہ کی ہر روحانی بیماری دُور ہوجاتی ہے۔‘‘

(انوارالقرآن جلد 2 صفحہ 272)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’(قرآن کریم)........ کیسی عظیم کتاب ہے کہ جس کی نظر سے کوئی باریک سے باریک روحانی بیماری بھی چھپی ہوئی نہیں اور پھر ان کا علاج بتاتی ہے اور اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کرو .... اللہ سے تعلق ہے جو دراصل آپ کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار اور ایسا ذاتی اور قطعی تعلق پیدا کیا جائے کہ جس کے مقابل پر دنیا بالکل حقیر اور بے معنی اور بے حقیقت نظر آنے لگے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 501)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے بچپن میں 5 ستمبر 1898ء کو اپنے پیارے ابا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہانی سنانے کی فرمائش کی تو آپؑ نے جو پیاری کہانی سنائی وہ خلاصۃً پیش ہے۔

ایک بزرگ کا ایک سفر کے دوران ایسے جنگل سے گزر ہوا جہاں ایک چور رہتا تھا اور ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ اس بزرگ نے سورۃ الذاریات کی آیت 23، 24 پڑھ کر اس چور کو فرمایا۔تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے، تم خدا پر بھروسہ کرو، تقویٰ اختیار کرو، چوری چھوڑ دو، خدا خود تمہاری ضروریات پوری کرے گا۔ بزرگ کی اس درخواست کا چور کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اس نے چوری چکاری چھوڑ دی۔ یہاں تک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے۔ اتفاق سے اسی بزرگ کا اُدھر سے ایک بار پھر گزر ہوا۔ چور اب نیک اور متقی بن چکا تھا۔ اس نے ساری کیفیت بزرگ سے بیان کر کے قرآنی آیت پوچھی کہ وہ کون سی آیت تھی۔ جب بزرگ نے درج ذیل آیات دوبارہ پڑھیں کہ وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ۔ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثۡلَ مَاۤ اَنَّکُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ (الذاریات: 23-24) ان پاک الفاظ کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی اور تڑپ کر اس نے اپنی جان دے دی۔

(حیات احمد جلد اول حصہ دوم صفحہ 292)

ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا اپنے خطبات میں رات کو سونے سے قبل سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی اور دیگر کئی آیات پڑھ کر جسم پر پھونکنے کی تلقین فرما چکے ہیں اور یہ سنت رسول بھی ہے اور یہ بہرحال شفاء کا موجب بھی ہیں۔

اس مضمون کے حوالہ سے ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے .... آنحضرت ﷺ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے........ اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2 فروری 2018ء، الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2018ء تا 01 مارچ 2018ء صفحہ 6-8)

اسی لئے آنحضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت رحمت باری تعالیٰ کا ذکر ہو تو وہ طلب کرنی چاہیے اور جب عذاب الٰہی کے ذکر سے گزریں تو اس سے پناہ مانگنے کی دُعا کریں۔ استغفار کریں۔ اس حوالہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر نیکیوں کا ذکر ہو، اخلاق حسنہ کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دُعا کرنی چاہیے اور اخلاق سیئہ اور بُرے اعمال کا ذکر ہو تو ان بدیوں اور بُرائیوں سے دور رہنے کی دعائیں کرنی چاہئیں۔ تبھی یہ قرآن ایک مومن کے لئے شفاء ثابت ہوسکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ معوذتین اور آیت الکرسی پڑھ کر پھونکنے کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رسول کریم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپ جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور جسم پر جہاں جہاں تک ہاتھ جاسکتا تھا ہاتھ پھیر لیتے اور ایسا ہی تین دفعہ کرتے اور اس کے ساتھ اور بھی بعض دعائیں ملاتے تھے اور آیت الکرسی بھی پڑھتے تھے۔ یہ اس شخص کا دستور العمل تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور جس کے لئے خدا کی حفاظت ہر طرف سے قائم تھی۔ اس سے خیال کر سکتے ہو کہ اور لوگوں کے لئے ایسا کرنا کس قدر ضروری ہے۔ جو لوگ یہ دعا نہیں پڑھتے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے ضرورت ہے مگر وہ لوگ اس سے واقف نہیں۔ اگر جانتے تو ضرور پڑھتے لیکن میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ہمیں مصائب و آفات سے بچنے کا یہ گر بتا دیا ہے اور اس سورۃ میں تمام جسمانی آفتوں کا ذکر ہے اور ان سے محفوظ رہنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ روحانی آفات اور اس سے بچنے کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے۔... میں نے جو آج یہ سورۃ پڑھی ہے اس کی خاص غرض ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ مختلف اخبارات سے معلوم ہو رہا ہے پچھلے دنوں میں جو مرض پھیلا تھا وہ آج کل پھر بعض مقامات پر پھوٹ رہا ہے اور یورپ میں تو اس دفعہ قیامت کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ (خطبات محمود جلد 6 صفحہ 182)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ سخت بیمار ہوگئے۔ آپ نے اپنی اس بیماری اور سورۃ یٰسین و دیگر مسنون دعائیں پڑھنے سے شفا پانے کا ذکر اپنی کتاب ’’تریاق القلوب‘‘ میں یوں فرمایا ہے۔

’’ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورہ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا۔ اور باربار دمبدم حاجت ہوکر خون آتا تھا۔سولہ دن برابر ایسی حالت رہی۔ اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملک بقا ہوگیا۔ حالانکہ اُس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اُس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہوکر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں ۔مجھے بھی خدا نے الہام کرکے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔ اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اِس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208-209)

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت اپنی مادی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں کے علاج کے طور پر کریں۔ اس پر غور وفکر کریں۔ تدبر کریں۔ اس میں حقائق و معارف تلاش کریں۔تب یہ قرآن ہماری بیماریوں کے لئے تیر بہدف کام کرے گا۔ چند سال قبل ایک امریکن یونیورسٹی نے قرآن کریم کی تلاوت کے حوالہ سے یوں جائزہ لیا کہ عربی نہ جاننے والوں کو قرآن کریم کی چند آیات سنائی گئیں اور ان افراد کے ذہن پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ مشینوں کے ذریعہ لیا گیا۔تو یہ حیران کن نتائج بھی سامنے آئے کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ نہ انہوں نے کبھی قرآن سنا اور یہ مختلف ذہنی دباؤ اور ڈپریشن کا شکار تھے۔بعض کی دماغی حالت ٹھیک نہ تھی لیکن قرآن کریم کی تلاوت سننے کے بعد ان کا ذہنی تناؤ ختم ہوا اور دماغ میں تازگی آ گئی۔

(روزنامہ قدرت اسلام آباد 7 مئی 2017ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’یہ کتاب دلی شبہات کے لئے شفا ہے‘‘

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 93)

(باقی آئندہ ہفتہ)

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

’’بنیادی مسائل کے جوابات‘‘

(بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

قسط نمبر 10

سوال:۔عورتوں کے اپنے چہرہ پر پلکنگ اور تھریڈنگ وغیرہ کرنے نیز جسم پر تصاویر گندھوانے کے بارہ میں سوال پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 02 فروری 2019ء میں درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ احادیث میں مومن عورتوں کو اپنے جسموں پر مختلف تصاویر گندھوانے، چہرے کے بال نوچنے، خوبصورتی اور جوان نظر آنے کیلئے سامنے کے دانتوں میں خلا پیدا کرنے، منصوعی بالوں کے لگانے، اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے وغیرہ امور سے منع فرمایا گیا ہے، اس کی مختلف وجوہات ہیں۔

اگر ان باتوں سے انسان کے جسمانی وضع قطع میں اس طرح کی مصنوعی تبدیلی واقع ہو جائے کہ مرد وعورت کی تمیز جو خدا تعالیٰ نے انسانوں میں رکھی ہے وہ ختم ہو جائے۔ یا اس قسم کے فعل سے شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے اس کی طرف میلان پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے منع فرمایا گیا۔ پھر احادیث میں جہاں ان امور سے منع کیا گیا وہاں حضور ﷺ نے یہ بھی انذار فرمایا کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کئے۔ پس اس سے استدلال ہو سکتا ہے کہ یہود جن کے ہاں زنا کاری پھیل چکی تھی اور فحاشی کے اڈے قائم ہو گئے تھے، اس کام میں ملوث خواتین، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہوں، اس لئے رسول خدا ﷺ نے ان کاموں کی شناعت بیان فرما کر مومن عورتوں کو اس سے منع فرمایا۔

علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد اس وقت کے حالات کے پیش نظر وقتی ہو، بالکل اسی طرح جس طرح حضور ﷺ نے ایک علاقہ کے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کو اس علاقہ میں شراب بنانے کیلئے استعمال ہونے والے برتنوں کے عام استعمال سے منع فرما دیا تھا۔ لیکن جب ان لوگوں میں اسلامی تعلیم اچھی طرح رچ بس گئی تو پھر حضور ﷺ نے انہیں ان برتنوں کے عام استعمال کی اجازت دیدی۔

اسلام نے اعمال کا دار مدار نیتوں پر رکھا ہے۔ پس اس زمانہ میں بھی اگر ان افعال کے نتیجہ میں کسی برائی کی طرف میلان پیدا ہو یا اسلام کے کسی واضح حکم کی نافرمانی ہوتی ہو تو یہ کام حضور ﷺ کے اس انذار کے تحت ہی شمار ہو گا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی خواتین اپنی صفائی یا ویکسنگ وغیرہ کرواتے وقت اگر پردہ کا التزام نہ کریں اور دوسری خواتین کے سامنے ان کے ستر کی بے پردگی ہوتی ہو تو یہ بے حیائی ہے جس کی اجازت نہیں ہے اور شاید یہ خواتین اسی انذار کے نیچے آتی ہوں۔ لیکن پردہ کے اسلامی حکم کی پابندی کے ساتھ اگر کوئی عورت ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال:۔ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار کیا کہ کیا ایک سفر میں ایک سے زیادہ عمرے کرنے بہتر ہیں یا ایک عمرہ کرنے کے بعد باقی وقت دیگر عبادات میں گزارا جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 02 فروری 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:۔

جواب:۔ آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک سفر میں ایک ہی عمرہ فرمایا۔ لیکن حضور ﷺ نے کہیں اس کی ممانعت نہیں فرمائی کہ ایک سفر میں ایک سے زائد عمرے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اگر کوئی شخص حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ایک سفر میں صرف ایک ہی عمرہ کرے اور باقی وقت دیگر عبادات میں گزارے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر وہ ایک سے زیادہ عمرے کرنا چاہے تو چونکہ عمرہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف، صفاء اور مروہ کے چکر، ذکر و اذکار اور نوافل ہوتے ہیں، اس لئے اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔

سوال:۔ایک خاتون نے بیوہ کے عدت کے دوران لجنہ کے پروگراموں میں شامل ہونے، نماز باجماعت کیلئے مسجد میں آنے اور عزیزوں کے گھروں میں جانے کے بارہ میں مسائل دریافت کئے۔ نیز لکھا ہے کہ بڑی عمر کی عورتوں کیلئے عدت کی پابندی نہیں ہونی چاہئیے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 02 فروری 2019ء میں ان امور کے بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ بیوہ کی عدت کے احکامات میں تبدیلی کے حق میں آپ نے اپنے خط میں جو طلاق کے بعد اسی خاوند کے ساتھ نکاح والی دلیل (کہ قرآن کریم کے مطابق طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر پہلے شوہر سے نکاح صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کسی دوسرے مرد سے شادی ہو اور پھر وہ طلاق دے۔ لیکن اب دوسرے مرد سے شادی کے بغیر بھی پہلے خاوند سے نکاح ہو جاتا ہے۔ پس جس طرح اس حکم میں نظر ثانی کی گئی ہے، اسی طرح خاوند کی وفات کے بعد کی عدت میں بھی عورت کی عمر کے لحاظ سے نظر ثانی ہونی چاہئیے۔) دی ہے وہ غلط ہے۔ نہ پہلے ایسا کوئی حکم تھا اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ آپ نے اپنی کم علمی کی وجہ سے طلاق کے بارہ میں دو الگ الگ احکامات کو خلط ملط کر دیا ہے۔

اسی طرح بیوہ کی عدت کے بارہ میں بھی آپ اسلامی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔ اسلام نے عورت کو اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنے کا حکم دیا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی استثناء نہیں رکھا اور نہ ہی اس حکم میں عمر کی کوئی رعایت رکھی ہے۔ پس بیوہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ عدت کا یہ عرصہ حتی الوسع اپنے گھر میں گزارے، اس دوران اسے بناؤ سنگھار کرنے، سوشل پروگراموں میں حصہ لینے اور بغیر ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔

عدت کے عرصہ کے دوران بیوہ اپنے خاوند کی قبر پر دعا کیلئے جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ قبر اسی شہر میں ہو جس شہر میں بیوہ کی رہائش ہے۔ نیز اگر اسے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے تو یہ بھی مجبوری کے تحت آتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بیوہ کے خاندان کا گزارا اس کی نوکری پر ہے یا بچوں کو سکول لانے، لے جانے اور خریداری کیلئے اس کا کوئی اور انتظام نہیں تو یہ سب امور مجبوری کے تحت آئیں گے۔ ایسی صورت میں اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ سیدھی کام پر جائے اور کام مکمل کر کے واپس گھر آ کر بیٹھے۔ مجبوری اور ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی بس اتنی ہی حد ہے۔ کسی قسم کی سوشل مجالس یا پروگراموں میں شرکت کی اسے اجازت نہیں۔ پس شریعت میں نئی نئی چیزیں داخل کرنے اور نئی نئی بدعتیں پیدا کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی گئی۔

سوال:۔ایک دوست نے ان احادیث کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں راہنمائی کی درخواست کی جن احادیث میں جنگ کے دوران، عام لوگوں کے جھگڑوں اور میاں بیوی کے مابین صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 28 جنوری 2019ء میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ قرآن کریم اور مستند احادیث میں جھوٹ کو اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ (یعنی بڑے بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ) قرار دیا گیا ہے۔ اور آنحضور ﷺ نے اس سے اجتناب کی بار بار نصیحت فرمائی ہے۔

جہاں تک آپ کے خط میں مذکور روایت کا تعلق ہے تو ایسی ایک روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ سے مروی ہے اور اس روایت کے الفاظ محتاط اور قابل تاویل ہیں۔ چنانچہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ وَیَقُوْلُ خَیْرًا وَیَنْمِیْ خَیْرًا۔ یعنی جو شخص لوگوں میں صلح کروانے کیلئے نیک بات کرے اور اچھی بات آگے پہنچائے وہ جھوٹا نہیں ہے۔

اس کی مثال ایسے ہے کہ صلح کروانے والا شخص ایک فریق کی دوسرے فریق کے بارہ میں کہی ہوئی باتوں میں سے اچھی اور نیک باتیں دوسرے فریق تک پہنچا دے اور اس فریق کے خلاف کہی جانے والی باتوں کے بارہ میں خاموشی اختیار کرے تو ایسا صلح کروانے والا جھوٹا نہیں کہلا سکتا ہے۔

سنن ترمذی نے حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے لَا یَحِلُّ الْکَذِبُ إِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ یُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِیُرْضِیَهَا وَالْکَذِبُ فِی الْحَرْبِ وَالْکَذِبُ لِیُصْلِحَ بَیْنَ النَّاسِ۔ یعنی تین باتوں کے سوا جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے کوئی بات کہے۔ لڑائی کے موقع پر جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے پر جھوٹ بولنا۔

پہلی بات یہ ہے کہ سنن ترمذی میں بیان یہ روایت قرآن کریم کے واضح حکم اور احادیث صحیحہ میں مروی دیگر روایات کے خلاف ہونے کی بناء پر قابل قبول نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اسلام نے جھوٹ کو کسی موقعہ پر بھی جائز قرار نہیں دیا۔ بلکہ اس کے برعکس یہ تعلیم دی کہ جان بھی جاتی ہو تو جانے دو لیکن سچ کو ہاتھ سے مت جانے دو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارہ میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنی تصنیف لطیف «نور القرآن نمبر 2» میں ایک عیسائی کے اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

«قرآن شریف نے دروغ گوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔۔۔۔۔ اصل بات یہی ہے کہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں کہ ان قتلت و احرقت ۔۔۔۔۔۔ پھر اگر فرض کے طور پر کوئی حدیث قرآن اور احادیث صحیحہ کی مخالف ہو تو وہ قابل سماعت نہیں ہو گی کیونکہ ہم لوگ اسی حدیث کو قبول

کرتے ہیں جو احادیث صحیحہ اور قرآن کریم کے مخالف نہ ہو۔ہاں بعض احادیث میں توریہ کے جواز کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور اُسی کو نفرت دلانے کی غرض سے کذب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور ایک جاہل اور احمق جب ایسا لفظ کسی حدیث میں بطور تسامح کے لکھا ہوا پاوے تو شاید اس کو حقیقی کذب ہی سمجھ لے کیونکہ وہ اس قطعی فیصلہ سے بے خبر ہے کہ حقیقی کذب اسلام میں پلید اور حرام اور شرک کے برابر ہے مگر توریہ جو درحقیقت کذب نہیں گو کذب کے رنگ میں ہے اضطرار کے وقت عوام کے واسطے اس کا جواز حدیث میں پایا جاتا ہے مگر پھر بھی لکھا ہے کہ افضل وہی لوگ ہیں جو توریہ سے بھی پرہیز کریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔مگر باوصف اس کے بہت سی حدیثیں دوسری بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ توریہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف ہے اور بہر حال کھلی کھلی سچائی بہتر ہے اگرچہ اس کی وجہ سے قتل کیا جائے اور جلایا جائے۔‘‘

(نورالقرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 403 تا 405)

پس یہ بات کسی طرح بھی ماننے کے لائق نہیں کہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے اگر ان احادیث کی کوئی تطبیق ہوسکتی ہو جو قرآن وسنت کے مطابق ٹھہرے تو اس تطبیق کے ساتھ ہم ان احادیث کو قبول کریں گے ورنہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی واضح تعلیم کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہم ان احادیث کو قابل قبول نہیں ٹھہراتے۔

سوال:۔عورتوں کے ایام حیض میں مسجد میں آ کر بیٹھنے نیز ان ایام میں تلاوت قرآن کریم کرنے کے بارہ میں ایک خاتون کی ایک تجویز پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 13 مارچ 2019ء میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔حضور انور نے فرمایا:

جواب:۔ مذکورہ بالا دونوں امور کے بارہ میں علماء و فقہاء کی آراء مختلف رہی ہیں اور بزرگان دین نے بھی اپنی قرآن فہمی اور حدیث فہمی کے مطابق اس بارہ میں مختلف جوابات دیئے ہیں۔اسی طرح جماعتی لٹریچر میں بھی خلفائے احمدیت کے حوالہ سے نیز جماعتی علماء کی طرف سے مختلف جوابات موجود ہیں۔

قرآن کریم،احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں، خواتین کے ایام حیض میں قرآن کریم پڑھنے کے متعلق میرا موقف ہے کہ ایام حیض میں عورت کو قرآن کریم کا جو حصہ زبانی یاد ہو، وہ اسے ایام حیض میں ذکر و اذکار کے طور پر دل میں دہرا سکتی ہے۔ نیز بوقت ضرورت کسی صاف کپڑے میں قرآن کریم کو پکڑ بھی سکتی ہے اور کسی کو حوالہ وغیرہ بتانے کیلئے یا بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھ بھی سکتی ہے لیکن باقاعدہ تلاوت نہیں کرسکتی۔

اسی طرح ان ایام میں عورت کو کمپیوٹر وغیرہ پر جس میں اسے بظاہر قرآن کریم پکڑنا نہیں پڑتا باقاعدہ تلاوت کی تو اجازت نہیں لیکن کسی ضرورت مثلاً حوالہ تلاش کرنے کیلئے یا کسی کو کوئی حوالہ دکھانے کیلئے کمپیوٹر وغیرہ پر قرآن کریم سے استفادہ کرسکتی ہے۔اس میں کوئی حرج نہیں ۔

ان ایام میں عورت مسجد سے کوئی چیز لانے کیلئے یا مسجد میں کوئی چیز رکھنے کیلئے تو مسجد میں جا سکتی ہے لیکن وہاں جا کر بیٹھ نہیں سکتی۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو حضور ﷺ عید میں شامل ہونے والی ایسی خواتین کیلئے کیوں یہ ہدایت فرماتے کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ پس اس حالت میں عورتوں کو مسجد میں بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

اگر کوئی خاتون اس حالت میں مسجد میں آتی ہے یا کوئی بچی ایسی حالت میں اپنی والدہ کے ساتھ مسجد آئی ہے یا اچانک کسی کی یہ حالت شروع ہوگئی ہے تو ان تمام صورتوں میں ایسی خواتین اور بچیاں مسجد کی نماز پڑھنے والی جگہوں میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ بلکہ کسی نماز نہ پڑھنے والی جگہ پر ان کے بیٹھنے کا انتظام کیا جائے۔

سوال:۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی Virtual ملاقات مؤرخہ 16 اگست 2020ء میں تربیت کے مختلف پہلوؤں کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ممبران عاملہ کو توجہ دلاتے ہوئے درج ذیل ہدایات عطافرمائیں۔حضور انور نے فرمایا:

جواب:۔ماؤں کے ذریعہ تربیت کریں کہ جو آجکل کی یہاں بچیاں پڑھ رہی ہیں ان کے ساتھ ان کے تعلقات دوستانہ ہونے چاہئیں۔ اور ان کا یہاں جو باہر نکل کے، یونیورسیٹیز میں جا کے، کالجز میں جا کے Exposure ہے اس کے ساتھ اگر مائیں پوری طرح تعلیم یافتہ نہیں ہیں تو پھر وہ آپ لوگوں سے مدد لیں۔ لیکن اس کے باوجود لڑکیوں کے ساتھ تعلق رکھیں۔ اور لڑکیوں کی تربیت یہ کریں کہ وہ جیسی مرضی تعلیم حاصل کریں لیکن جو دین کو دنیا پہ مقدم رکھنے کا عہد ہے، اس کو سامنے رکھیں کہ وہ کیا ہے؟ صرف دنیا میں ہی نہ پڑ جائیں۔ یہاں ان کو یہ بھی Realize کروانا چاہئے کہ یہاں آ کے اللہ تعالیٰ نے جو دنیاوی لحاظ سے فضل کئے ہیں ان دنیاوی فضلوں پر اللہ تعالیٰ کے شکرانے کا صحیح اظہار یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دین سے Attach ہو جائے۔ یہ اکثر لڑکوں میں بھی ہوتا ہے اس لئے پھر ماؤں کی تربیت اس لحاظ سے بھی کرنے کی ضرورت ہے کہ پندرہ سال تک یا کم از کم تیرہ چودہ سال تک لڑکے بھی ماؤں ہی کے زیر اثر ہوتے ہیں (اس لئے مائیں لڑکوں کی بھی اس حوالہ سے تربیت کریں)۔ پھر ماؤں کی تربیت کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ یہ جو مردوں کی تربیت کی ذمہ داری ہے یہ بھی آپ لوگوں نے ہی کرنی ہے۔مردوں میں بھی تربیت کی کمی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ جیسا مرضی کام کرتے رہیں اور عورتیں اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ان کی بھی ذمہ داری ہے۔لیکن آپ لوگوں نے تربیت کے لحاظ سے اس چیلنج کو بھی لینا ہے کہ لڑکوں میں، چھوٹی عمر کے اطفال جو ہیں ان کی بھی تربیت ایسے کریں کہ جب وہ خدام میں شامل ہوں تو وہ جماعت سے Attach ہوں۔ اسی طرح بچیاں جب ناصرات سے لجنہ میں آئیں تو وہ جماعت سے Attach ہوں ۔ یہاں کے ماحول کا جو اثر ہے، کیونکہ کھلی تعلیم دی جاتی ہے اور بعض کھلے سوال کئے جاتے ہیں۔ اس پر آپ لوگوں نے ان کو کھل کے جواب دینے ہیں۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ آپ ایک Survey کریں اور ایک سوالنامہ بنا کر بھیجیں۔ ہر مجلس میں جائے۔ اور لڑکیوں کو کہیں کہ بیشک اپنا نام نہ لکھو اور تمہارے ذہن میں کسی بھی قسم کے جو سوال دین کے بارہ میں ہیں یا دنیا کے بارہ میں ہیں اور دین اور دنیا کے فرق کے بارہ میں ہیں یا کچھ شبہات ہیں، وہ بیشک ظاہر کر دو۔ پھر لجنہ کے Level پر مختلف Forums پہ ان کے جواب دینے کی کوشش کریں اور یہاں مجھے بھیجیں۔ یہاں بھی ہم کوئی پروگرام بنا سکتے ہیں۔ ایم ٹی اے میں بھی اس کے جواب دے سکتے ہیں۔ پھر آپ کے وہاں ایم ٹی اے سٹوڈیو بن چکا ہے، وہاں آپ لوگ ایم ٹی اے کے ساتھ Coordinate کر کے ایک پروگرام بنا سکتے ہیں۔ اور لجنہ ایک پروگرام بنائے اور بغیر نام لئے ان سوالوں کے جواب دے کہ آجکل یہ یہ Issue اٹھتے ہیں یا یہ یہ سوالات دنیا میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہماری بعض بچیوں کے ذہن بھی Pollute ہو رہے ہیں۔ ان کے ذہنوں کو ہم نے کس طرح صاف کرنا ہے۔تو اس طرح کے بعض سوال ہیں کہ آپ کھل کے ایم ٹی اے پر Discuss کر سکتے ہیں اور بعض ہیں جو نہیں کر سکتے، ان کو Personal Level پہ جا کے ان کے جواب دینے پڑیں گے۔ پھر بعض بغیر ناموں کے سوال آئیں گے تو ان کو انٹرنیٹ پہ اس طرح رکھیں، کوئی ایسا Forum بنائیں جہاں تربیت کیلئے ایسے سوالوں کے جواب دیئے جا سکیں۔تو آجکل اس زمانہ میں یہ بہت بڑے چیلنجز ہیں جو میڈیا نے، لوگوں نے شبہات پیدا کرنے کیلئے ڈال دیئے ہوئے ہیں۔ پھر So Called تعلیم کے نام پہ اپنے آپ کو زیادہ ہی پڑھی لکھی سمجھ کے سمجھتی ہیں کہ شاید اسلام کی تعلیم بڑی Back Word تعلیم ہے۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم سے زیادہ اس زمانہ میں کسی بھی مذہب کی کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے جو ماڈرن ہو اور جو زمانہ کے حساب سے اپنے آپ کو Adjust کرنے والی ہو۔

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

کرنا پوری قوم کی تباہی کا باعث نہ بن جائے۔سورۃ ھود کے بارہ میں آپؐ نے ایک جگہ فرمایا کہ اس نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الواقعۃ حدیث 3297)

قوموں کی تباہی اور بربادی کا اس سورۃ میں ذکر ملتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو حقیقی طور پر سمجھتے تھے اور آپؐ سے زیادہ کوئی اور سمجھ نہیں سکتا، آپؐ کو یہ فکر رہتی تھی کہ امت کا ہمیشہ صحیح رستے پر چلتے رہنا میری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ وَمَنۡ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطۡغَوۡا (ھود: 113) پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے۔ اور حد سے نہ بڑھنا۔یعنی مومنوں کو حکم ہے کہ حد سے نہ بڑھنا۔ حد سے بڑھنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر تھی کہ مومنین کی توبہ حقیقی توبہ ہو۔ آندھی، بادل وغیرہ کو دیکھ کر آپ کا پریشان ہونا اس وجہ سے بھی تھا کہ کہیں مومنوں کی بدعملیاں کسی آفت کو بلانے والی نہ بن جائیں۔ یہاں مومنوں کو بھی یہ حکم ہے کہ ایک دفعہ توبہ کر لی ہے تو تمہارے سامنے جو اُسوہ حسنہ قائم ہو گیا ہے اُس کی پیروی کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔مومنوں کو حکم ہے کہ اُن لوگوں کی طرح نہ بنیں جو آفت کو دیکھ کر تو خدا تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں اور جب مشکل دور ہو جائے تو پھر پرانی ڈگر پر آ جاتے ہیں۔ ایک مومن کی توبہ تو حقیقی توبہ ہوتی ہے اور مستقل توبہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے وَاِذَا غَشِیَہُمۡ مَّوۡجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ فَمِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوۡرٍ (لقمان: 33) اور جب انہیں کوئی موج سائے کی طرح ڈھانک لیتی ہے تو وہ عبادت صرف اللہ کے لئے مخصوص کرتے ہوئے اُس کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو اُن میں سے کچھ لوگ میانہ روی پر قائم رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف بدعہد اور ناشکرا ہی کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 18/ مارچ 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ اے۔اے۔ورک پاکستان

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کی اصلاح کے حوالہ سے ایمان افروز روایات

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز وشب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

انبیاءؑ کا اصل کام بندوں کا خدا کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا ہوتا ہے نیز عقائد کی اصلاح اور بدعات اور رسم ورواج کا خاتمہ اسی اصل مقصد کے حصول کی کڑیاں ہیں۔ اس اصل مقصود کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام اپنی انتہائی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے میں باہر لوگوں میں بیٹھتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے وہ شخص سمجھتا ہے کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اسکے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح وتقویٰ کے راستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا کہ پھر ایسی جماعت کے ذریعے دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے اسکے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے بس یہ خیال ہے جو مجھے آجکل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا''۔ (سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 258)

ایک موقع پر کسی نے عرض کیا کہ حضورؑ کے پاس بعض لوگ ایسے آتے جاتے ہیں جنکی داڑھیاں منڈھی ہوتی ہیں فرمایا:
''تمہیں پہلے داڑھی کی فکر ہے مجھے ایمان کی فکر ہے''۔
(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 257)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے کسی شخص سے ایک زراعتی کنواں ساڑھے تین ہزار روپیہ میں رہن لیا مگر میں نے اس سے نہ کوئی رسید لی اور نہ کوئی تحریر کروائی اور کنواں بھی اسی کے قبضے میں رہنے دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے اس سے کنویں کی آمد کا مطالبہ کیا تو وہ صاف منکر ہو گیا اور رہن کا ہی انکار کر بیٹھا۔۔۔ کسی نے یہ خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچا دی اور مولوی صاحب کے نقصان پر افسوس کیا مگر حضرت صاحب نے فرمایا کہ تمہیں ان کے نقصان کی فکر ہے مجھے ایمان کی فکر ہے مولوی صاحب نے کیوں دوسرے شخص کو ایسی حالت میں رکھا جس سے اسکو بد نیتی کا موقعہ ملا اور کیوں اسلامی حکم کے مطابق اس سے کوئی تحریر نہ لی اور کیوں اس سے باقاعدہ قبضہ نہ حاصل کیا؟ (سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 151)

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی جماعت کے اعلیٰ نمونہ اور تربیت کی اس قدر فکر تھی کہ اگر آپکو پتہ لگتا کہ قادیان میں کوئی اوباش بدفعل قسم کا انسان آ گیا ہے تو آپؑ اسے فوراً قادیان بدر کرنے کا حکم صادر فرماتے تا ایسا نہ ہو کہ اسکی بدصحبت دوسروں کے اخلاق تباہ کر دے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں حضرت مولوی صاحب خلیفۂ اولؓ کے بعض شاگردوں کے متعلق بدکاری کا شبہ ہوا اور یہ خبر حضرت صاحب تک بھی جا پہنچی۔ حضورؑ نے حکم دیا کہ وہ طالبعلم فوراً قادیان سے چلے جائیں۔ مولوی صاحب نے حضرت صاحبؑ کے سامنے بطور سفارش کہا کہ حضورؑ صرف شبہ کیا گیا ہے کوئی بات ثابت تو نہیں ہوئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب ہم بھی تو ان کو شرعی حد نہیں لگا رہے بلکہ جب ایسی افواہیں اور شبہ پیدا ہوا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ احتیاطاً ان کو قادیان سے رخصت کر دینا چاہیے مگر ہم ان پر کوئی شرعی الزام نہیں رکھتے۔
(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 153)

اسی طرح ایک دفعہ حضرت خلیفۂ اولؓ کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی چرسی اور بدمعاش آدمی تھا قادیان آیا اور اسکے متعلق کچھ شبہ ہوا کہ وہ کسی بدارادے سے یہاں آیا ہے اور اسکی رپورٹ حضرت صاحبؑ تک بھی جا پہنچی۔ حضورؑ نے خلیفۂ اولؓ کو کہلا بھیجا کہ اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں۔
(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 284)

دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت پر مخالفت کی سختی، تنگی وتکالیف کے دن آتے رہتے ہیں جیسے آجکل پیارے آقا پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں پر سختیوں کا ذکر کرکے بار بار خدا کے آگے جھکنے اور دعاؤں پر زور دینے کا فرما رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں بھی ایسے حالات پیش آتے اور بعض جوشیلے احمدی مقابلہ کرنے کی اجازت چاہتے تو حضورؑ انہیں امن، صبر اور دعا کی تلقین فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ قادیان کے لوگوں خصوصاً سکھوں کی ایذارسانیوں پر سید احمد نور مہاجر کابلی صاحب نے اپنی تکالیف کا اظہار کیا اور مقابلہ کی اجازت چاہی مگر حضرت صاحب نے فرمایا کہ دیکھو اگر امن اور صبر کے ساتھ یہاں رہنا ہے تو یہاں رہو اور اگر لڑنا ہے اور صبر نہیں کر سکتے تو کابل چلے جاؤ۔
(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 140)

اور اگر کبھی کوئی احمدی کسی بدزبان کو اسکی بدزبانی پر کچھ ردعمل دکھاتا تو آپؑ سخت ناراض ہوتے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے بیٹے حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات پر صبر کے اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس جب قضاء وقدر کے قانون کی چوٹ بندے کو آ کر لگتی ہے اور وہ اس کو خدا کے لئے برداشت کرتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے اور خدا کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو پھر وہ اس ایک آن میں اتنی ترقی کر جاتا ہے جتنی کے چالیس سال کے نماز روزے سے بھی نہیں کر سکتا پس مومن کے لئے ایسے دن درحقیقت ایک لحاظ سے بڑی خوشی کے دن ہے''
(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 158)

پس آجکل کے مشکل حالات میں ہم صبر اور دعا اور اعلیٰ نمونہ دکھا کر وہ مقام حاصل کر سکتے ہیں جو چالیس سال کے نماز روزے سے بھی نہیں حاصل ہوسکتا۔

ترجمہ و تلخیص مدثر ظفر

بیوور (Beaver) ڈیم بنانے والا انجینئر

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کروڑوں اقسام کے چار پائے، حشرات اور چرند پرند پیدا کر کے انہیں ایسی ایسی منفرد صلاحیتیں عطاء فرمادی ہیں جن کو دیکھ کر انسانی عقل بھی ششدر رہ جاتی ہے۔

سمندروں کے پاتال سے فضاء تک یہ زمین کے ماحول کو متوازن رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔کوئی خشکی پر رہتا ہے، کسی کا مسکن پانی ہے، کئی ایسے ہیں جو دونوں جگہوں پر بسیرا رکھتے ہیں۔کچھ کی اڑان تیز ہے، کوئی رفتار میں بے مثال ہے تو کسی کی طاقت حیران کن ہے۔کوئی اندھیرے میں اپنے شکار کو دیکھ سکتا ہے تو کوئی سینکڑوں میل دور سے اپنی خوراک سونگھ لیتا ہے۔کئی جان لیوا زہریلے ہیں تو انہیں میں شہد بنانے والے بھی ہیں۔یہ بہترین منصوبہ ساز ہیں، بے مثال حملہ آور ہیں تو قدرت نے انہیں بہترین دفاعی صلاحیتوں سے بھی نواز رکھا ہے۔ایسے ہی ایک منفرد صلاحیت کے حامل جانور کا تعارف پیش ہے جو پچھلے بیس ملین سال سے زمین پر آباد چلا آرہا ہے۔

اس کا نام بیوور ہے۔

شمالی امریکہ ، کیلفورنیا اور ایری زونا میں پایا جاتا ہے۔ یہ جسامت میں کم و بیش لومڑی کے برابر ہوتا ہے۔دیکھنے میں ایک بڑے سے چوہے کی طرح لگتا ہے۔یہ سبزہ خور جانور ہے جو پانی اور خشکی میں رہتا ہے۔اس کے پنجے طاقتور ہوتے ہیں، یہ اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوسکتا ہے اور دو پیروں پر چل سکتا ہے۔اس کی چپٹی مضبوط دم پانی میں تیزی سے تیرنے میں مدد کرتی ہے۔اس کے دانت اور جبڑے اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ انسانی انگوٹھے کے برابر موٹی ٹہنی کو ایک ہی بار میں دانتوں سے کاٹ کر دولخت کرسکتا ہے۔جنگلی حیات فلمانے والے ایک کیمرہ مین نے ایک بیوور کو بیس بال کے بیٹ سے دگنی موٹائی رکھنے والی شاخ دانتوں سے کترتے دیکھا جس نے صرف دس منٹ میں شاخ کو درخت سے علیحدہ کر دیا تھا۔ان کے دانتوں میں آئرن کافی مقدار میں پایا جاتا ہے جس کی بدولت ان کے دانت نارنجی رنگ کے ہوتے ہیں اور مسلسل بڑھنے کے ساتھ قدرتی طور پر گھستے اور تیز ہوتے رہتے ہیں۔

بیوور کی وجہ شہرت بہتی ندیوں پر پشتے لگا کر اپنے لیے ڈیم بنانا ہے۔یہ شاندار انجینئر ہوتے ہیں، خاندان کے تمام افراد مل کر ڈیم کی تعمیر میں حصہ لیتے ہیں۔ڈیم بنانے کے لیے ندی کنارے درختوں کو اپنے دانتوں سے کترتے ہیں۔دانتوں سے درخت کترنا طاقت، محنت کے ساتھ صبر آزما کام ہے۔ایک حربہ یہ بھی استعمال ہوتا ہے کہ بیوور ہوا کے رخ کا بخوبی اندازہ رکھتے ہیں چنانچہ درخت کی ایک جانب سے کترتے ہیں۔اس طرح ہوا کے تھپیڑوں سے کھوکھلا ہو چکا درخت تھوڑا سا کترنے کے بعد ہی گر جاتا ہے اور انہیں زیادہ مشقت نہیں کرنا پڑتی۔درخت کے گرنے کے بعد یہ اس کی شاخیں کترتے ہیں اور انہیں گھسیٹ کر ڈیم کی دیوار کے ساتھ ترتیب سے لگاتے جاتے ہیں۔ڈیم کی تعمیر میں درختوں کے علاوہ ندی کی تہ سے اکھاڑی ہوئی مٹی، پتھر اور ندی میں اگنے والی جالا نما گھاس کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

یہ پتھروں اور مٹی کو اپنے اگلے پنجوں میں بھر کے لاتے ہیں۔چھوٹے بچے والدین کا ہاتھ بٹانے کے دوران مسلسل ڈیم بنانا سیکھتے رہتے ہیں۔ڈیم بنا لینے کے بعد یہ اپنے ڈیم سے غافل نہیں ہو جاتے بلکہ دن کے مختلف اوقات میں پشتوں کے ساتھ بڑی خاموشی سے تیرتے ہیں تا کہ اگر کہیں سے ڈیم کی دیوار میں سے پانی بہ رہا ہو تو اس کی آواز سن سکیں۔اگر ڈیم سے پانی رس رہا ہو تو پتھروں، تالاب کی مٹی اور حسب ضرورت درختوں کی شاخوں سے مرمت کا کام فوری شروع کر دیتے ہیں۔یہ خرابی پر منحصر ہے اگر شگاف بڑا ہو تو ایک سے زیادہ بیوور مل کر تب تک مرمت کا کام کرتے ہیں جب تک شگاف پُر نہ ہو جائے۔

ڈیم بنانے سے انہیں بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ڈیم بننے سے ندی کنارے درخت زیادہ سرسبز رہتے ہیں جن پر ان کی خوراک کا انحصار ہوتا ہے۔ان کے بنائے ہوئے ڈیم چار فٹ تک گہرے ہو سکتے ہیں۔یہ پانی کے اندر پانچ سے پندرہ منٹ تک ڈبکی لگا سکتے ہیں جس کی وجہ سے یہ محفوظ رہتے ہیں۔تالاب ان کا ریفریجریٹر بھی ہے جس میں یہ سردیوں کے لیے خوراک ذخیرہ کرتے ہیں۔

یہ درختوں کی بڑی بڑی شاخوں کو ایک سرے سے اپنے دانتوں میں جکڑ کر تیزی سے تیرتے ہوئے ندی کی تہ میں زور سے مارتے ہیں۔اس طرح شاخ ندی کی تہ میں گڑ جاتی ہے۔پانی کے اندر ڈوبی رہنے سے یہ شاخیں سردیوں کا سارا موسم تر و تازہ

رہتی ہیں اور انہیں خوراک کے حصول میں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔

بیوور اپنا قلعہ نما گھر ندی کے بالکل کنارے پر بناتے ہیں۔گھر بنانے میں وہی ساز و سامان استعمال ہوتا ہے جو ڈیم کی تعمیر میں کام آتا ہے۔ان کا گھر اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ طاقتور ریچھ بھی اسے نہیں توڑ سکتا۔گھر کا داخلی راستہ پانی کے نیچے سے ایک سرنگ کی صورت میں بناتے ہیں۔حفاظتی نقطہ نگاہ سے یہ ایک بہترین حکمت عملی ہے کیونکہ اگر کوئی ان تک پہنچنا چاہے تو اسے پانی کے اندر سے ان کے گھر کا راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔یہ بالعموم اپنے گھر کے دو داخلی راستے بناتے ہیں۔گھر بناتے وقت ہوا کی آمد و رفت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے اور ایسے رخ پر گھر بناتے ہیں کہ سردیوں کی ہوا سیدھی گھر میں داخل نہ ہونے پائے۔گھر کا رقبہ 12 میٹر تک پھیلا ہوتا ہے اور اونچائی تین میٹر تک ہوسکتی ہے۔گھر بناتے ہوئے پہلے موٹی لکڑیاں اور شاخیں ترتیب سے رکھتے ہیں ان کے اوپر گھاس پھونس کی تہ جمانے کے بعد اس پر مٹی سے لیپ کرتے ہیں۔ڈیم بنانے میں بھی کم و بیش یہی ترکیب استعمال کی جاتی ہے۔بیوور اپنے جسمانی وزن کے برابر وزن اٹھا سکتے ہیں۔گھر بنانے میں بیس دن لگ جاتے ہیں اور گھر میں استعمال کیے گئے خام مال کا وزن تین ٹن تک ہوتا ہے۔گھر کے اندر الگ الگ چیمبر بناتے اور جوڑوں کی صورت میں رہتے ہیں۔موسم بہار میں مادہ بیوور تین سے چار بچے دیتی ہے۔دو ماہ تک مادہ بچوں کا خیال رکھتی ہے۔لیکن پیدائش کے صرف تین دن بعد ننھے بیوور ان شاخوں پر کاٹنے کی مشق کرنے لگ جاتے ہیں جو ریفریجریٹر سے لائی جاتی ہیں۔گھر کے اندر تین بڑے کمرے ہوتے ہیں جن میں ہر ایک کا الگ الگ داخلی راستہ ہوتا ہے۔ایک میں یہ آرام کرتے ایک، ایک بچوں کے لیے جبکہ تیسرا کمرہ کھانے کا ہوتا ہے جہاں یہ سب اکھٹے ہو کر ریفریجریٹر سے لائی گئی شاخیں چرتے ہیں۔

کسی خطرہ کی صورت میں یہ پانی پر تیرتے ہوئے اپنی دم کو زور سے پانی پر مار کر دوسرے بیوورز کو آگاہ کرتے ہیں۔سردیوں میں جب ندی کے اوپر برف کی موٹی تہ جم جاتی ہے یہ اس کے نیچے وقتاً فوقتاً تیرتے رہتے ہیں۔

یہ ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں اور خوراک کا خیال رکھتے ہیں۔ایک خاندان کی صورت میں مل جل کر رہتے اور بہت مصروف پُرمشقت گرمیاں گزارتے ہیں۔بیوور ہمارے لیے تعاون باہمی کی بہترین مثال ہیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ از فہیم احمد خادم نمائندہ گھانا

مقابلہ پیدل چلنا جامعۃ المبشرین گھانا

خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا میں مؤرخہ 25 فروری 2021 مقابلہ پیدل چلنے کا انعقاد ہوا۔ اس مقابلہ میں کل 64 طلباء نے حصہ لیا۔طلباء کو زیادہ سے زیادہ اڑھائی گھنٹے میں جامعۃ المبشرین کے فٹ بال پارک کے چالیس چکر لگانے تھے۔ ریس کو کامیاب بنانے کے لیے ذیل میں درج شعبہ جات متحرک تھے۔

ڈسپلن، عمومی نگرانی، آب رسانی، طبی امداد، ریکارڈ و نتائج اور ریفریشمنٹ۔ ان تمام شعبہ جات کی نگرانی اساتذہ جامعہ نے کی۔

مقابلہ کے آغاز سے قبل مکرم پرنسپل صاحب نے دعا کروائی اور وسل بجا کر مقابلہ شروع کروایا۔

اس مقابلہ کے نتائج حیران کن طور پر بہترین رہے۔ تمام طلباء ماسوائے ایک اپنا ہدف دو گھنٹے سے بھی کم وقت میں حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

مقابلہ میں پہلے نمبر پر آنے والے طالب علم عزیزم ظفر اللہ خان صاحب کا تعلق گھانا سے ہے۔ انکا وقت ایک گھنٹہ چودہ منٹ رہا۔ دوسرے نمبر پر آنے والے طالب علم عزیزم محمد احمد صاحب بھی گھانا سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکا وقت ایک گھنٹہ چودہ منٹ اور سینتالیس سیکنڈ رہا۔ تیسرے نمبر پر آنے والے طالب علم یونس کمال دین بھی گھانا سے ہیں۔ انکا وقت ایک گھنٹہ پندرہ منٹ رہا۔ چوتھے نمبر پر آنے والے طالب علم عزیزم عبد اللہ کوبنا صاحب بھی گھانا سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک گھنٹہ پندرہ منٹ اور سینتالیس سیکنڈز میں اپنا ہدف پورا کیا۔ پانچویں نمبر پر بھی گھانا کے طالب علم رہے جن کا نام مکرم بانچے عبد الوارث صاحب تھا۔ انکا وقت ایک گھنٹہ سولہ منٹ رہا۔ ریس کے دوران طلباء کو ٹافیاں اور پانی مہیا کیا گیا۔ مجموعی طور پر امانت گروپ پہلے نمبر پر رہا۔

اللہ تعالیٰ تمام طلباء کے علم و صحت میں برکت دے اور اسی طرح تمام اساتذہ کو بھی بھرپور توانائی اور صحت کے ساتھ خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

☆...☆...☆

کونوا مع الصادقین

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

’’ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی، منصوبہ بازی، تکبر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔‘‘

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

طلوع وغروب آفتاب

07اپریل2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:51	18:37
مدینہ منورہ	04:48	18:40
قادیان	04:46	18:52
ربوہ	04:26	18:32
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:55	19:46